کیا یہ سچ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اور آقائے نامدار ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر ایمان والوں کے عظیم الشان اجتماع سے خطبہ میں اُن سے اس بات کا میثاق نہیں لیا تھا کہ ''عیسیٰ علیہ السلام کی دنیا میں واپسی'' پر ان کی اتباع یا مدد کریں؟

اللہ رب العزت کا ایمان والوں کو حکم ہے:

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَوۡفُواْ بِٱلۡعُقُودِ ''اے ایمان لانے والو! اپنے عہدو پیمان پورے کرو'' (حوالہ المائدہ۔۱)

عقد کے معنی مضبوطی سے گرہ باندھنا ہیں جیسے عُقۡدَةَ ٱلنِّكَاحِ نکاح کی گرہ (حوالہ البقرۃ۔۲۳۵،۲۳۷)

وَٱلَّذِينَ عَقَدَتۡ أَيۡمَـٰنُكُمۡ ''وہ لوگ جن سے تم نے محکم عہد باندھ رکھا ہے'' (حوالہ النساء۔۳۳)

عَقَّدتُّمُ ٱلۡأَيۡمَـٰنَ ''سوچی سمجھی، دانستہ قسمیں'' (حوالہ المائدہ۔۸۹)

وَٱحۡلُلۡ عُقۡدَةً مِّن لِّسَانِي ﴿٢٧﴾ ''اور میری زبان کی گرہ کھول دے'' (روانی فصاحت و بلاغت عطا فرمادے۔سورۃ طٰہ ۲۷)

اَلعقدُ کی جمع العقود ہے اور معنی عہدو پیمان۔ أَوۡفُواْ کا مادہ ''وف ی'' ہے جس کے معنی ہیں پورا پورا دے دینا، کمی نہ کرنا پورا پورا حق ادا کرنا۔ وفا شعاری۔ وعدہ پورا کرنا۔ عہدو پیمان کا لحاظ کرنا اور پاس رکھنا۔

ایمان والوں کو اپنے وعدے وفا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ عہدو پیمان کو پورا کرنے کا کہا گیا ہے۔ دی ہوئی زبان کو پورا کرنے کی نصیحت کی گئی ہے۔ اہل ایمان کیلئے یاد رکھنے اور وفا کرنے کے لائق سب سے اہم وعدہ، عہد، اقرار، میثاق کیا ہے؟

وَقَالُواْ سَمِعۡنَا وَأَطَعۡنَا ''اور وہ کہتے ہیں'' ہم نے سنا اور ہم نے مانا'' (حوالہ البقرۃ۔۲۸۵)۔

یہ اہلِ ایمان کا میثاق ہے جسے نبھانے کا حکم دیا گیا۔ ارشاد فرمایا:

وَٱذۡكُرُواْ نِعۡمَةَ ٱللَّهِ عَلَيۡكُمۡ وَمِيثَـٰقَهُ ٱلَّذِي وَاثَقَكُم بِهِۦٓ إِذۡ قُلۡتُمۡ سَمِعۡنَا وَأَطَعۡنَاۖ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمُۢ بِذَاتِ ٱلصُّدُورِ ﴿٧﴾

''اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت اور اس کے میثاق کو یاد رکھو جس کے ساتھ اس نے تمہیں باندھا ہے جب تم نے کہا'' ہم نے سنا اور ہم نے مانا''

اور اللہ سے ڈرو۔ اللہ بے شک سینوں کے راز جانتا ہے'' (المائدہ۔۷)

لفظ میثاق کا مادہ ''و ث ق'' ہے۔ وثاق اس رسی، بیڑی یا بندھن وغیرہ کو کہتے ہیں جس سے کسی چیز کو کس کر باندھا جائے۔ بعض نے خیال ظاہر کیا ہے کہ وَثاق باندھنے کو اور وِثاق رسی کو کہتے ہیں۔ میثاق کے معنی پکا وعدہ، مستحکم عہد ہیں۔

اور اہل ایمان کی روش، رویہ، صفت، شرف سورۃ النور کی آیت ۵۱ یوں بیان کرتی ہے:

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ ٱلْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوٓاْ إِلَى ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُواْ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ ﴿٥١﴾

''اہل ایمان کی روش یہ ہے کہ جب انہیں اللہ اور رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ ان کے درمیان فیصلے کریں تو ان کا جواب صرف یہ ہوتا ہے ''ہم نے سنا اور ہم نے مانا''۔ یہی ہیں فلاح پانے والے لوگ''

ہم نے کیا سنا؟ کیا تھا جسے سن کر ہم نے بخوشی ماننے کا اقرار، وعدہ، عہد، میثاق دیا تھا؟ عالمین کے صادق اور امین آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ نے ہمیں کیا سنایا تھا؟ آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ کے ذمہ پہلا کام اللہ کی آیات کو لوگوں کیلئے تلاوت فرمانا ہے (حوالہ سورۃ البقرۃ۔۱۲۹، آل عمران۔۱۶۴، الجمعہ آیت ۲) اور آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا

وَأَنْ أَتْلُوَاْ ٱلْقُرْءَانَ ''اور (مجھے حکم دیا گیا ہے کہ) میں قرآن (مجید) سناؤں'' (حوالہ النمل۔۹۲)

آقائے نامدار ﷺ نے ہمیں قرآنِ مجید، الفرقان سنایا ہے۔ ہم اس کا اقرار کرتے ہیں اور سرِ تسلیم خم ہے۔ اہلِ ایمان نے قرآنِ مجید کو سن کر اس کو ماننے کا وعدہ کیا۔ لیکن اللہ سے ملاقات کا یقین نہ رکھنے والے لوگوں کا رویہ یوں ہے

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ءَايَاتُنَا بَيِّنَٰتٍ ۙ

''اور جب انہیں ہماری واضح آیتیں سنائی جاتی ہیں

قَالَ ٱلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَآءَنَا ٱئْتِ بِقُرْءَانٍ غَيْرِ هَٰذَآ أَوْ بَدِّلْهُ ۚ

تو وہ لوگ جو ہمیں ملنے کی توقع نہیں رکھتے کہتے ہیں ''اس کے علاوہ کوئی قرآن لے آئیں یا اس کو بدل دیں''۔

اور آئیں اپنے آقا، آقائے نامدار ﷺ کے فرمان کو سنیں کہ بصر اور بصیرت کیا ہوتی ہے

قُلْ مَا يَكُونُ لِيٓ أَنْ أُبَدِّلَهُۥ مِن تِلْقَآيِٕ نَفْسِيٓ ۖ

''آپ ﷺ جواب میں فرمائیں ''مجھے روا نہیں کہ میں اپنی بصیرت و ادراک (perception) سے اسے بدل دوں

إِنۡ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰٓ إِلَىَّ

میں تو صرف اس کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے'' (حوالہ یونس ۔۱۵)

سوال یہ ہے کہ اگر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر اٹھا لئے گئے تھے اور انہوں نے ''ایک بار پھر زمین پر واپس آنا ہے'' تو کیا آقائے نامدار رسول کریم ﷺ پر ایمان لانے والوں سے قرآن مجید میں یہ میثاق نہ لیا جاتا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی واپسی پر ان کی عزت و توقیر کے ساتھ مدد کرنا؟ اور اگر عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا گیا ہوتا اور انہوں نے کبھی زمین پر واپس آنا ہوتا تو کیا ایک لاکھ سے زیادہ کا اجتماع بہترین موقع نہیں تھا کہ ان سے یہ میثاق لیا جاتا اور ان کو حکم دیا جاتا کہ یہ بات غیر موجود لوگوں تک پہنچا دیں؟

اہل ایمان کے میثاق اور دوسرے لوگوں کے میثاق کی شقوں پر غور کرنے کی اہمیت ہے۔ بنی اسرائیل کے میثاق کی ایک اہم شق آنے والے رسولوں پر ایمان لانا اور عزت و توقیر کے ساتھ مدد و حمایت کرنا تھی۔ اللہ اور رسول کریم ﷺ نے ہم سے ایسا میثاق لیا اور نہ ہم نے انہیں کوئی ایسا وعدہ دیا۔ اللہ نے قرآن مجید میں کسی ایسے وعدے کا ہمیں پابند کیا اور نہ رسول کریم ﷺ نے اپنے خطبہ میں ہم سے ایسا کوئی اقرار لیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی مدد کرنا ہے۔

غور طلب سوال ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے زمان میں اپنے پر ایمان لانے والے لوگوں سے اللہ کا یہ میثاق لے کر کیوں انہیں پابند کیا تھا کہ آنے والے رسول پر ایمان لانا ہے اور ان کی عزت و توقیر سے مدد کرنا ان پر لازم ہے؟ سلام ہو موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام پر۔ انہوں نے کمال احسن طریقے سے اللہ سے کئے ہوئے اپنے میثاق کو نبھایا تھا۔ میثاق نبیین کی رو سے اللہ تعالیٰ نے ان سے میثاق لیتے وقت پوچھا تھا

قَالَ ءَأَقۡرَرۡتُمۡ وَأَخَذۡتُمۡ عَلَىٰ ذَٰلِكُمۡ إِصۡرِيۖ

''اللہ نے کہا'' کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس پر میرا دیا ہوا ذمہ، بوجھ لیتے ہو''

لفظ ''اخذ'' کے معنی لینا ہے اور یہ عطا (دینا) کی ضد ہے۔ لفظ ''اصر'' کے معنی محکم عہد ہیں جس سے انسان بندھا ہو نیز اس کے معنی بوجھ کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام سے دو باتیں پوچھی ہیں اقرار کرنا اور ذمہ داری لینا، بوجھ اٹھانا۔

قَالُوٓاْ أَقۡرَرۡنَاۚ ''انہوں نے کہا'' ہم تسلیم کرتے ہیں''۔

انبیاء کرام نے کس بات کا بصد شوق اقرار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے بوجھ اور ذمہ داری کو قبول فرمایا تھا؟ بتایا

وَإِذْ أَخَذَ ٱللَّهُ مِيثَـٰقَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ لَمَآ ءَاتَيْتُكُم مِّن كِتَـٰبٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِۦ وَلَتَنصُرُنَّهُۥ ۚ

اور جب اللہ نے نبیوں سے میثاق لیا ''میں تمہیں جو کچھ کتاب وحکمت میں سے دوں بعدازاں جب تمہارے پاس رسول آئے جو اس کی جو تمہارے پاس ہو تصدیق کرنے والا ہو تو تم اس پر ضرور ایمان لاؤ گے اور ضرور اس کی مدد کرو گے''۔

اللہ تعالیٰ کے سورۃ آلِ عمران کی آیت ۸۱ میں فرمان کے مطابق انبیاء علیہم السلام سے لئے گئے میثاق کے نکات یہ ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ نبیوں کو کتاب وحکمت سے عطا فرمائیں گے۔

(۲) ثُمَّ بعدازاں جب تمہارے پاس رسول (صیغہ واحد) آئے

(۳) رسول اس کی تصدیق کرے جو تمہارے پاس ہو تو

(۴) تم اس پر ضرور ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے۔

(۵) کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس پر میرا دیا ہوا ذمہ، بوجھ اٹھاتے ہو؟

(۶) نبیوں نے کہا ''ہم اقرار کرتے ہیں''

(۷) تم گواہ رہو اور میں تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

انبیاء کرام علیہم السلام کا یہ میثاق ان کی ذمہ داری تھی، ان کا ایک بوجھ تھا جس کو انہوں نے بارضا ورغبت قبول کیا تھا، اٹھانے پر رضامند ہوئے تھے (عہد ہمیشہ رضامندی سے ہوتا ہے اور بوجھ، ذمہ داری کا پہلو لئے ہوتا ہے)۔ میثاق نبھانے اور ذمہ داری کے بوجھ سے سبکدوش ہونے کیلئے انہوں نے اپنے ماننے والوں سے اللہ کا میثاق لینا تھا کہ اللہ کے رسول پر ایمان لائیں گے اور مدد کریں گے۔ نبیوں نے اپنے بوجھ، اپنی ذمہ داری کو اپنے اپنے زمان اور مکان میں اپنے ماننے والوں کو منتقل کرنا تھا۔ انہوں نے ان سے عہد، میثاق لینا تھا کہ آنے والے رسول پر ایمان لائیں گے اور ان کی مدد کریں گے۔ بنی اسرائیل اور نصاریٰ سے توریت اور انجیل میں تحریر میں یہی میثاق لیا گیا تھا کہ آنے والے رسول، نبی امی پر ایمان لائیں گے اور ان کی مدد کریں گے۔ سلام ہو انبیاء کرام پر جنہوں نے کمال احسن طریقے سے اللہ سے کئے ہوئے اپنے اقرار اور ذمہ داری کو اپنے اپنے زمان اور مکان میں نبھایا۔

دنیا جانتی بھی ہے اور قرآنِ مجید گواہ ہے کہ آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ نے عیسیٰ علیہ السلام سے لے کر آدم علیہ السلام تک

تمام نبیوں اوران کوعطا کردہ کتاب وحکمت کی تصدیق فرمائی۔ آقائے نامدار ﷺ کے بعد کسی رسول نے آنا نہیں اس لئے آپ ﷺ نے کسی رسول پرایمان لانا نہیں اور نہ ہی اس کی مدد کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آقائے نامدار ﷺ نے اپنے ماننے والوں سے اس بات کا میثاق لیا بھی نہیں۔نبیوں کے حلف کا یہ حصہ ان پرنافذ العمل نہیں جیسے آدم علیہ السلام پراپنے سے پہلے کی تصدیق کے متعلق حلف کا وہ حصہ نافذ العمل نہ تھا۔تمام نبیوں پر سلام ہوجنہوں نے اپنے اپنے زمان ومکان میں ایمان لانے والوں کواپنے بعد آنے والے رسول پرایمان لانے اور عزت وتکریم سے مدد کرنے کا کہا اور میثاق لیا۔

اورسلام ہوسیدہ مریم صدیقہ کے عظیم المرتبت،عزت وآبروو الے بیٹے پرجنہوں نے پیدائش کے بعدان کی گود میں اپنے متعلق اللہ کا بندہ اوراس کے نبی ہونے کے بارے میں لوگوں کوآگاہ کردیا تھا۔اور پھر اللہ کے رسول عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو خطاب کرتے ہوئے یہ بتا کر دنیا کوختم نبوت سے روشناس کرادیا تھا کہ وہ اپنے بعدآنے والے صرف ایک رسول کی بشارت دینے والے ہیں۔ ان کے قول کو یوں بیان فرمایا:

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ٱبْنُ مَرْيَمَ يَـٰبَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ إِنِّى رَسُولُ ٱللَّهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَىَّ مِنَ ٱلتَّوْرَىٰةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُولٍ يَأْتِى مِنۢ بَعْدِى ٱسْمُهُۥٓ أَحْمَدُ ۖ (حوالہ الصف۔٦)

اور جب عیسیٰ (علیہ السلام) ابن مریم نے کہا''اے بنی اسرائیل! میں تمہاری جانب اللہ کا رسول ہوں،اس کی تصدیق کرنے والا ہوں جوتوریت میں سے سامنے موجود ہے،اور مبشر(بشارت دینے والا) ہوں اپنے بعد ایک رسول کی آمد کا،جن کا اسم ہے احمد (ﷺ)''

آقائے نامدار ﷺ نے اپنے سے قبل کے تمام رسولوں اور کتابوں کی تصدیق فرما کران پرایمان لانے والوں کے اُس وقت کے مسلم ہونے پرمہر تصدیق ثبت فرمادی اور ایمان لانے والوں کوحکم دیا کہ تسلیم کریں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور زمانہ قبل کے تمام رسولوں اور نازل کی گئی کتابوں پرایمان لائیں۔اور وہ بلاتفریق سب رسولوں اوران پر نازل کئے گئے پرایمان لائے۔

میثاق نبیین سے غیر مبہم انداز میں واضح ہے کہ زمان کے ہر لمحے اور مکان کی ہر بستی میں پے در پے تمام کی تمام نوع انسان انبیاء کرام علیہم السلام سے لئے گئے اس میثاق کے بوجھ تلے ہے کہ اس نے تمام انسانوں کے لئے اللہ کے رسول،آقائے نامدار،رحمت للعالمین ﷺ پرایمان لانا ہے اور عزت وتوقیر کے ساتھ ان کی مدد کرنی ہے۔ کوئی نیکی کا ارادہ کرے تو نیکی اس کے حق میں لکھ دی جاتی ہے۔اور جس نے اپنے آپ کواس میثاق کا پابند کیا لیکن اس کی زندگی میں میثاق کونباہنے کا موقع آیا نہیں تو کیا یہ متصور نہ ہوگا کہ وہ کائنات کے کلمے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لایا تھا؟ میثاق نبیین کی رو سے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نبیوں پر یہ بوجھ ڈالا تھا

قَالَ ءَأَقۡرَرۡتُمۡ وَأَخَذۡتُمۡ عَلَىٰ ذَٰلِكُمۡ إِصۡرِيۖ

''اللہ نے کہا'' کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس پر میرا دیا ہوا ذمہ، بوجھ لیتے ہو''

اور انہوں نے اپنے اپنے زمان ومکان میں اپنے پر ایمان لانے والوں سے میثاق لے کر یہ ذمہ داری، بوجھ ان پر ڈال دیا تھا۔ اور جنہیں میثاق نباہنے کا زندگی میں موقع ملے تو اگر آقائے نامدار رسول کریم نبی امی ﷺ پر ایمان لائیں اور حمایت ومدد کریں اور اس نور (قرآنِ مجید) کی پیروی کریں جو ان کے ساتھ نازل ہوا تو رحمت للعالمین ﷺ وَيَضَعُ عَنۡهُمۡ إِصۡرَهُمۡ ان کا بوجھ نیچے اتار دیتے ہیں (حوالہ الاعراف ۱۵۷)۔ کائنات کے نجات دہندہ، بوجھ اتارنے والے اور انسان کی فلاح کے ضامن تشریف لا چکے اور آقائے نامدار، نبی امی، رحمت للعالمین رسولِ کریم ﷺ روز قیامت تک تمام انسانوں کو خبردار کرنے والے ہیں کہ ان کا فرمان ہے

وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا ٱلۡقُرۡءَانُ لِأُنذِرَكُم بِهِۦ وَمَنۢ بَلَغَۚ (حوالہ الانعام ـ ۱۹)

''اور یہ قرآنِ مجید میری طرف وحی کیا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعے میں تمہیں بھی خبردار کروں اور انہیں بھی جنہیں قرآنِ مجید پہنچا''

اے لوگو! آئیں ان پر درود وسلام بھیجیں ہر لمحہ صبح وشام کہ میرے آقا کی تعریف کے تسلسل کو اللہ رب العزت کسی لمحہ ٹوٹنے نہیں دیتا۔ یہ میرے رب کا اپنا فرمان ہے۔ حمد تو بس اللہ کے لئے ہے جس نے اپنے ''احمد'' (تعریف کرنے والا) کو مسلسل وپیہم حمد وستائش، دنیا بھر کی تعریف اور ستائش کا شایان محمد ﷺ بنا کر بھیجا اور دنیا کو بتایا کہ ان کی تعریف کے تسلسل کو ٹوٹنے نہیں دیا جاتا

إِنَّ ٱللَّهَ وَمَلَٰٓئِكَتَهُۥ يُصَلُّونَ عَلَى ٱلنَّبِيِّۚ

''اللہ (تعالیٰ) اور اس کے فرشتے نبی (ﷺ) پر درود بھیجتے ہیں''

یارب! چڑھا دے ہم پر بھی یہی رنگ کہ تیری محبت پا سکیں اور سرخرو ہو سکیں۔ آقائے نامدار رحمت للعالمین رسولِ کریم ﷺ پر درود وسلام ہے ہر لمحہ صبح وشام۔ اللہ رب العزت نے آقائے نامدار ﷺ کو سِرَاجًا مُّنِيرًا کے طور پر بھیجا ہے (حوالہ الاحزاب ـ ۴۶) اور سورۃ الفرقان کی آیت ۶۱ میں سورج کو سِرَاجًا کہا گیا اور چاند کو قَمَرًا مُّنِيرًا بتایا گیا ہے۔ سورج ایسا چراغ ہے جو خود روشنی خارج کرتا ہے اور چاند نور کو منعکس کرتا ہے۔ آقائے نامدار ﷺ کے قلب مبارک پر قرآنِ مجید نازل ہوا اور قلب مبارک اس کا امین ہے جو نور ہے وَٱتَّبَعُواْ ٱلنُّورَ ٱلَّذِيٓ أُنزِلَ مَعَهُۥٓ ''اور اس نور (قرآنِ مجید) پر چلے جو ان (آقائے نامدار ﷺ) کے ساتھ نازل کیا گیا'' (حوالہ الاعراف ـ ۱۵۷) وَٱلنُّورِ ٱلَّذِيٓ أَنزَلۡنَاۚ ''اور اس نور (قرآنِ مجید) پر جو ہم نے نازل کیا'' (حوالہ التغابن ـ ۸)

جس ہاتھ نے نور (الواح توریت) تھاما ہو وہ لوگوں کی نگاہوں میں روشن چمکتا ہے اور جس قلب میں نور ہو اس جسد کی رگوں میں نور دوڑتا ہے اور وہ سراپا سِرَاجًا مُّنِيرًا ہوتا ہے جو چارسو نور بکھیرتا ہے۔ اور نور بارد (ٹھنڈا) ہوتا ہے اور نور میں سایہ نہیں ہوتا کہ سائے کیلئے ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا ''پھر ہم نے سورج (کی روشنی) کو اس (سائے) پر'' دلیل' بنایا'' (حوالہ الفرقان۔۴۵)۔ سورج کی روشنی میں تپش ہوتی ہے اور چاند کے نور (روشنی) میں ٹھنڈک ہوتی ہے۔ قرآنِ مجید لازوال تفسیر حقیقت ہے۔ آقائے نامدار رسولِ کریم ایسے چراغ ہیں جو رب العزت کے نور کو کائنات میں چارسُو بکھیرتے اور اسے منور فرماتے ہیں۔ ابتدا ہے جس کی منتہا بھی ہے اسکی۔ سورج اور چاند کی روشنی نے ماند پڑنا اور مٹ جانا ہے لیکن جو ابتدا سے ''احمد'' ہے اسکی منتہا ہے
مَقَامًا مَّحْمُودًا (حوالہ الاسراء۔۷۹)۔ میرے آقا، آقائے نامدار رحمت للعالمین پر درودوسلام ہے ہر لمحہ صبح وشام۔

اے حقیقتِ بےنوا تجھے کسی اور شئے کی طلب ہو کیا یہی فخر کافی ہے بس تجھے کہ غلامِ شاہِ حجاز ہے (حقیقت نورآئی)

میثاق نبیین کی جامعیت اور وسعت کا اندازہ لگائیں کہ آدم علیہ السلام سے لیکر رسولِ کریم ﷺ کے زمان اور روز قیامت تک رسولِ کریم ﷺ پر ایمان لانے والے سب ایک مسلم، متقین کی لڑی میں پرو دیئے گئے ہیں۔ سب ایک دائرے میں آگئے ہیں، سب کا سب رسولوں پر ایمان ہو گیا کہ اس کے بغیر جنت میں داخلہ ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ ءَامَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ

''جنت ان کیلئے وجود پذیر کی گئی ہے جو ایمان لائے اللہ اور رسولوں پر'' (حوالہ الحدید۔۲۱)